© rasailojaraid.com

استفادے کے لیے ان کے تراجم کی اشاعت میں تاخیر بدنیتی پر مبنی ہے۔

کیلی فورنیا اسٹیٹ یونیورسٹی (لانگ بیچ) کے شعبہ "مذاہبِ مشرقِ وسطیٰ" کے پروفیسر رابرٹ ایزمین نے مخطوطات کا مطالعہ کیا ہے اور اُن کی تحقیقات کے نتائج نے علمی دُنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ ان کے اخذ کردہ نتائج کے مطابق حضرت یسوع مسیح کو "صلیب" دیے جانے کا عقیدہ ایک قدیم یہودی فرقے کی اختراع ہے۔ اُن کا مطالعہ اس متنازعہ نظریے کی تائید کرتا ہے کہ بحیرہ مردار کے مخطوطات کا مصنّف ایک یہودی مذہبی تحریک سے تعلق رکھتا تھا جس نے ابتدائی مسیحی نظریات کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔ عیسائیت میں ایسے "مسیح موعود" کا تصوّر پیدا ہوا جو مصائب برداشت کرتے ہوئے جان دے دیتا ہے۔ ورنہ ابتدائی یہودیت میں ایسے مسیح کا عقیدہ عام تھا جو ایک عظیم الشان بادشاہ اور اسرائیل کے غلبے کے لیے مامور ہوگا۔

"اسلام اور مسیحیت میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔"

امریکی شعبہ اطلاعات اسلام آباد کے زیر اہتمام ٹیلی پریس کانفرنس کے شرکاء اس امر پر متفق الرائے ہیں کہ "اسلام اور مسیحیت میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔" ۲۸ جولائی ۱۹۹۲ء کی اس ٹیلی پریس کانفرنس کا موضوع تھا۔ "اسلام عہد حاضر میں: امریکی زندگی اور ثقافت پر (اس کے) اثرات"۔ موضوع کے حوالے سے امریکی اور پاکستانی چاروں شرکاء مسلمان تھے۔ امریکی شرکاء میں مساجد کی عالمی سپریم کونسل کے رُکن امام وارث دین محمد اور ڈیوک یونیورسٹی میں اسلامیات کے اُستاد ڈاکٹر ونسنٹ جوزف کارنیل شامل تھے۔ امام وارث دین محمد مقامی امریکی مسلمانوں کے معروف رہنما ہیں۔ ڈاکٹر کارنیل نومسلم ہیں جنھوں نے بیس سال پہلے اسلام قبول کیا تھا اور اُن کا اسلامی نام منصور المجاہد ہے۔

اسلام آباد سے جن شرکاء نے ٹیلی پریس کانفرنس میں حصہ لیا ان میں ادارہ تحقیقات اسلامی (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی - اسلام آباد) کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری اور جوڈیشل اکیڈمی اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر انور۔ ایچ۔ صدیقی شامل تھے۔

ڈاکٹر ونسنٹ جوزف کارنیل نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ "حقیقی امریکی اسلام کی تعریف ابھی ہونی ہے۔ مسلمان تارکینِ وطن عیسائی فلسفے کو نہیں سمجھتے۔ یہاں تک کہ مسلمان مراکز کے مقرّرین بھی امریکی معاشرے کی مسیحی بنیاد سے پوری طرح آگاہ نہیں۔ مسلمان مذاہب کا تقابلی مطالعہ نہیں کرتے اور اُنھیں امریکہ میں حکومت کے کردار کے بارے میں بھی غلط فہمی ہے۔"

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے اپنے ابتدائی کلمات میں کہا کہ "مسلمان امریکی زندگی کا اہم حصہ بن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چکے ہیں۔ اُن کی تعداد اسی لاکھ اور ایک کروڑ کے درمیان ہے۔" اُنھوں نے مزید کہا کہ مسلمان اُس خوف کو سمجھنے سے قاصر ہیں جو "اسلامی بنیاد پرستی" کے حوالے سے امریکیوں میں پایا جاتا ہے۔ "مسلمانوں کے نقطہ نظر اور اُن کی اپنے اسلامی ورثے کے مطابق اپنی زندگیاں اور ادارے ڈھالنے کی خواہش کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اُنہیں دبایا جاتا ہے اور اُن کی مخالفت کی جاتی ہے۔ امریکہ نے جنوبی ایشیا کے عوام کو نوآبادیاتی تسلط سے نجات دلانے کے لیے اہم کردار ادا کیا اور اُن کے حق خود ارادیت کی حمایت کی لیکن گذشتہ کم و بیش دو عشروں سے فلسطینیوں کی قیمت پر صیہونیت کی حمایت کر کے امریکہ نے اپنا تصوّر خراب کر لیا ہے۔"

امام وارث دین محمد نے کہا کہ لبرل اور سیکولرسٹ طبقے نے امریکی ذرائع ابلاغ میں نزاعی بحثیں چھیڑ دی ہیں۔ ڈاکٹر کارنیل نے امام وارث دین محمد سے اتفاق کیا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ امریکی عوام "اکثر اوقات یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اُن کا نظام ہی بہترین ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دُنیا میں اس نظام سے بہتر نظام بھی ہو سکتے ہیں اور امریکی نظام سے بدتر بھی ہو سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر صدیقی نے کہا کہ "اگر مسلمان ملک اپنے سیاسی نظام اسلامی اقدار اور اصولوں کی بنیاد پر استوار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اُن کی مخالفت نہیں ہونی چاہیے۔" اُنھوں نے اپنا نقطۂ نظر واضح کرتے ہوئے کہا کہ "الجزائر میں ایک جماعت نے جمہوری جدوجہد کی اور انتخابات جیت لیے لیکن اُسے کچل دیا گیا اور آمریت دوبارہ مسلط کر دی گئی جو مغرب کے لیے قابل قبول بن گئی ہے۔ ایسے ہی مسئلے پر مسلمان ملکوں کے خلاف امتیاز برتا جاتا ہے۔ بوسنیا میں مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے لیکن مغرب نے کچھ نہیں کیا۔"

ڈاکٹر کارنیل نے کہا کہ "جن مسائل کا ڈاکٹر صدیقی نے ذکر کیا ہے، وہ حکومت کی پالیسیوں کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، اس لیے کہ مجھے حکومت کی سوچ کا علم نہیں البتہ بوسنیا کے مسئلے میں امریکی ذرائع ابلاغ نے بوسنیا کی حمایت کی ہے۔ اگر امریکہ نے اس معاملے میں کوئی کارروائی نہیں کی تھی تو یورپیوں نے بھی کیوں نہ کوئی کارروائی کی؟"

ڈاکٹر انصاری نے کہا کہ "مسلمان نہ کبھی مغرب کے دشمن رہے ہیں اور نہ اب ہیں لیکن اُنہیں دھکیلتے نہیں چلے جانا چاہیے۔ اس لیے کہ ایسا کرنا کسی کے لیے یا مجموعی طور پر انسانی تہذیب کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ آیئے ہم اس دنیا کو حقیقی معنوں میں کثرت الوجود والی دنیا بنا دیں۔ مسلمان ملکوں میں اسلام نے غیر مسلموں کو مکمل آزادی دے رکھی ہے۔ کسی بھی مذہب کے خلاف کوئی بھی دشمنی نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے بجائے اطلاعات اور بحث و تمحیص کے ذریعے افہام و تفہیم کو فروغ دیا جانا چاہیے۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر صدیقی کی رائے میں "اسلام کو دشمن کی صورت میں کمیونزم کی جگہ نہیں لا کھڑا کرنا چاہیے۔ اسلام اور مغرب میں بہت سی قدریں مشترک ہیں اور عوام کو ان سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک اسلامی مملکت، جمہوری مملکت ہوتی ہے جس میں انسانی حقوق کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں اور مغرب کے رواداری سے ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے امکانات روشن ہیں۔" (ماہنامہ "خبر و نظر"، اسلام آباد - اگست ۱۹۹۲ء)

"مسیحیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا کو باپ کے طور پر سمجھنے کے ساتھ ساتھ ماں کے طور پر بھی سمجھیں۔"

میتھوڈسٹ چرچ کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسیحیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا کو باپ کے طور پر سمجھنے کے ساتھ ساتھ ماں کے طور پر بھی سمجھیں۔ رپورٹ کا دعویٰ ہے کہ خدا کے بارے میں مذکر صیغوں کا بہت زیادہ استعمال ہماری تفہیم دین کو بگاڑ دیتا ہے یا کم کر دیتا ہے۔ چرچ کی [Faith and Order Committee مجلس برائے نظم و ایمان] کی طرف سے جاری شدہ اس رپورٹ کو Inclusive Language and Imagery about God] جامع زبان اور خدا سے متعلق امیجری] کا عنوان دیا گیا ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "خدا کے بارے میں زیادہ تر امیجری میں تذکیر و تانیث کا مسئلہ نہیں تاہم ایک حصے میں امیجری مذکر ہے۔ ہمیں آخرالذکر امیجری کے استعمال کے لیے ماہرانہ انداز کی ضرورت ہے مگر اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس مذکر امیجری کے پہلو بہ پہلو تانیث کے صیغوں کے ساتھ خدا کا ذکر ہو تاکہ توازن پیدا ہو جائے اور خدا کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے نہ صرف بگاڑ پیدا نہ ہو بلکہ ہمیں بہتر اندازِ اظہار میسّر آ جائے۔" (رپورٹ: دی یونیورس)

© rasailojaraid.com